مسجد قرطبہ

بالِ جبریل کی چند اہم ترین نظموں میں سے "مسجد قرطبہ" بھی ایک ہے۔ اس میں اقبال کا فکر و فن پورے طور پر جلوہ گر ہے۔ پوری نظم پر تاثیر ہے۔ نظم گرچہ طویل ہے لیکن جگہ جگہ ردیف اور قافیہ کے بدل جانے سے طوالت بارِ خاطر نہیں ہوتی۔ یہ نظم بالخصوص مسجد قرطبہ میں بیٹھ کر لکھی گئی ہے۔ اسپین اسلامی تہذیب کا مرکز رہا ہے صدیوں تک مسلمانوں نے حکومت کی اور اپنے بہت سے دل پذیر نقوش وہاں چھوڑ دیئے۔ اسکے بہت سارے نقوش اب بھی پائے جاتے ہیں۔ اقبال کو جب وہاں جانے کا موقع ملا تو اسلامی آثار انہوں نے دیکھے اور اسکا ان پر ایک خاص اثر ہوا۔ اور انہوں نے اپنے تاثرات اپنی اس نظم کے ذریعے پیش کیے۔ اس نظم میں فن بھی ہے فکر بھی اور فلسفہ بھی۔

پہلے بند میں انقلاب اور اسکی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے

اور بتایا ہے کہ دنیا کی کوئی بھی شئے انقلاب کی زد سے بچ نہیں سکتی چاہے کتنی بھی عظیم الشان کیوں نہ ہو فنا کے شکار ہو ہی جاتے ہیں۔ اسلئے کہ دنیا کی تعمیر میں فنا کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن شاعر کا خیال ہے کہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ تکمیل پذیر ہوتی ہیں زوال پذیر نہیں ہو سکتیں۔ اسلئے کہ انکے ضمیر میں

خود برگزیدہ بندوں کے عشق کا جلوہ شامل ہوتا ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو کبھی موت کی
نذر نہیں ہوتا۔ چونکہ مسجد قرطبہ کی تعمیر میں عشق کا عنصر شامل ہے اور اس میں تعمیر
کرنے والوں کا خون جگر شامل ہے اسلئے اسلامی حکومت کے زوال پذیر ہونے کے باوجود
یہ اپنی جگہ باقی ہے۔ چونکہ شاعر مسجد قرطبہ کی طرف مخاطب ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا جلال
اور جمال ہمیں ان لوگوں کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے تیری تعمیر کی تھی اور یہ ثابت
کرتا ہے کہ حکومت مٹ سکتی ہے لیکن مسلمان نہیں مٹ سکتا۔ چونکہ اسکے پاس توحید کی دولت
ہے۔ تیری اہمیت اسلئے بھی زیادہ ہے کہ تیری ہی بدولت مرد مومن کی حقیقت کا انکشاف
ہوتا ہے۔ جیسا کہ سچ ہے کہ مرد مومن کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ باوجود اسکے کہ مرد مومن
کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے لیکن اسکا دل دونوں جہاں سے بلند ہوتا ہے۔ اسکے مقاصد
بلند ہوتے ہیں اور خواہشات تھوڑی۔ پوری کائنات میں سب سے اہم شئے مرد مومن ہے۔
اسکی حیثیت روشن قندیل کی سی ہے۔ پھر وہ مسجد قرطبہ سے خطاب کرتے ہیں کہ تیری تو
مذہب اسلام کی شان و شوکت کی حیثیت رکھتی ہے اور اس سرزمین کو تیرے وجود
سے حرم کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ تیرے حسن کی نظیر سوائے مرد مومن کے قلب کے
کہیں نہیں مل سکتی۔ تجھے بنانے والے انسان سچائی اور ایمان کے پیکر تھے۔ اور
جنگ کا ... نے ہماری دنیا پر یہ بات واضح کر دی کہ صاحب دل لوگوں کی حکومت

دراصل عقیدت سے یاد شاعر ہی نہیں۔ آپ نے لکھا ہوں نے مشرق و مغرب کے لوگوں کی تہذیب کی اور انہیں کے فیض کے اثرات آج انگریزی تہذیب میں بھی ڈھونڈھے جا سکتے ہیں۔

اسکے بعد شاعر پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ آج کے حالات سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ اس ویران مسجد کو دیکھ کر اسکا حال اور مستقبل ذہن میں آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تیری سرزمین کا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن یہاں اذان دینے والا ابھی صدیوں سے نہیں۔ ہر جگہ انقلاب رونما ہو رہا ہے۔ جرمنی میں انقلاب آ گیا فرانس نے انقلاب کو لبیک کہا۔ روم کی حکومت میں انقلاب پذیر ہو گئی اور اب مسلمانوں کی روح کو انقلاب کی ضرورت ہے۔ پتہ نہیں کون خدا کا بندہ پردے سے باہر آتا ہے اور پھر وہی نظام قائم کرتا ہے جو تیری آنکھوں نے آج سے پہلے دیکھا تھا۔ یہ قدرت کا نظام ہے کہ ہر کمال کو زوال اور ہر زوال کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ شفق کی سرخی کے بعد ستارے آسمان پر نمودار ہوتے ہیں۔ میں تیرے کنارے بہتے ہوئے دریا کے نزدیک بیٹھا تیرے خوش آئند مستقبل کا خواب دیکھ رہا ہوں۔ اور میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ دنیائے اسلام میں بھی ایک انقلاب ہونے والا ہے اور اس انقلاب کو میری آنکھ صاف دیکھ رہی ہے۔ بیان کر دی تو لوگ اسکی تاب نہ لا سکیں گے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ تجھکو عالمگیر انقلاب آنے والا ہے۔

تیری آنکھوں کو یہ ایک حسین اور خوشنما منظر دکھتا ہے۔ کیونکہ زندگی کا یہ ایک اٹل اصول ہے۔ جس زندگی میں انقلاب نہ ہو وہ موت یا اس سے بھی بدتر۔ تو ایک ایسا نشان ہے جو کبھی مٹنے والا نہیں

یہ نظم پوری کی پوری اثر انگیز ہے۔ شاعر نے شوق کے ساتھ جو کچھ محسوس کیا اس کو انتہائی خلوص کے ساتھ اشعار میں پیش کر دیا ہے۔ اسلئے پوری نظم میں ایک حیرت انگیز تاثیر پیدا ہوگئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کے جذبات مسجد مذکور دیکھنے کے بعد کافی ابھر آئے تھے۔ شاعر نے انتہائی فنکارانہ طور پر پورے حالات کا جائزہ لیا ہے۔ پہلے انقلاب کی اہمیت پر روشنی ڈال ہے اور بعد میں مسجد قرطبہ کی حیثیت کو اجاگر کیا ہے۔ اسکی موجودہ حالات سے وہ بہت متاثر ہوا ہے۔ جو کچھ اسکے خوش آئند مستقبل کا اسکو یقین ہے اسکی بشارت دی ہے نظم کے تمام اشعار بہت بامعنی ہیں اور کئی مقامات پر شاعرانہ حسن بھی پیدا ہوگیا ہے۔ پوری نظم بحیثیت فکر و فن انتہائی کامیاب ہے۔

الغرض اقبال کے کلام میں روانی و سلاست قائم رہتی ہے اور اسی میں روانی کی وجہ سے خوشگوار ترنم پیدا ہو جاتا ہے۔ بندش چست ہوتی ہے۔ انکا دل جذبات کی لغت سے مالا مال ہے۔ انکا تخیل بلند ہے